قصیدہ

بتقریب جشن سالگرہ ہمایون

اعلیحضرت قدر قدرت فلک رفعت خورشید منزلت سکندر صولت
دارا حشمت کیوان علم انجم خدم خدیو جہان خداوندِ خدایگان
سلیمان جاہ فریدون بارگاہ مہر سپہر کامگاری کوکب برجِ بختیاری
فرازندۂ چترِ اقبال زیب دہِ تختِ اجلال فرزندِ دلپذیر دولت انگلشیہ
اعلیحضرت حضور پُرنور ہز ہائینس میجر سر نواب محمد حامد علیخان صاحب بہادر
جی۔سی۔آئی۔ای۔ دام اقبالہم وملکہم فرمانروای دارالسرور ریاست رامپور

از نتیجۂ فکر خاکسار محمد مصطفے علی خان
پرایوٹ سکرٹری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

رات دیکھے خواب مین کیا کیا ضیا گستر چراغ
روشنی مین نیرِ اعظم تھا گویا ہر چراغ

سر زمین ایسی ملی جلوہ گری مین چرخ تھی
ہر طرف روشن تھے لاکھون صورتِ اختر چراغ

کس مزے کی تھی ہر اک جانب چراغونکی بہار
کس خوشی سے دیکھتا پھرتا تھا مین گھر گھر چراغ

چل رہا تھا دورِ جامِ عیش گویا چار سُو
ہر طرف رکھے ہوے تھے صورتِ ساغر چراغ

مثلِ پروانہ فدا ہوتا تھا مین کس شوق سے
جب دکھاتے تھے مجھے اپنا رخِ انور چراغ

بھینی بھینی بو وہان کے ہر گلِ خودرو مین تھی
ٹھنڈی ٹھنڈی چاندنی رشکِ مہِ انور چراغ

تھے چراغون کے مقابل انجمِ چرخِ کہن
لاکھون بالائے زمین صدہا تھے گردون پر چراغ

پردہ ضو مین نہان ہوتا ہے جیسے آفتاب
اسطرح اوڑہے ہوے تہے نور کی چادر چراغ

شام کے جوبن کو تہی ترجیح نورِ صبح پر
شعلِ خورشید سے تہا ماہ کا بہتر چراغ

گلشنِ فردوس سے بڑہکر چمن کی ہر روش
تہا گلِ خورشید گویا اِس جگہ کا ہر چراغ

گہاٹیون مین کوہ کی صدہا تہے لعلِ بے بہا
اے خدا کی شان گویا بن گئے پتہر چراغ

راہرو تاریکیٔ شب مین نہ بہولے راہ کو
اس لیے ذرے وہان کے رگئے بنکر چراغ

وہ حسینون کی تہی بستی اوسمین بستے تہے حسین
زلفِ مشکین جنکی شب تہی اور رخِ انور چراغ

دلکشائی مین وہان کی شام تہی صبحِ وطن
جلوہ افگن نیرِ اعظم سے بڑہکر ہر چراغ

عطر مین ڈوبے ہوے گلرو جلاتے تہے اوسے
بنگیا تہا اس لیے خجلت دہِ عنبر چراغ

دیکھتے ہی ہوگئی کافور ساری تیرگی
آگیا میدانِ شب مین بنکے جب افسر چراغ

اُس جگہ دم بہر نہوتا تہا اندہیرے کا گزر
مہر کا جلتا تہا دن بہر ماہ کا شب بہر چراغ

راہ منزل کی بتا دیتی تہی بڑہکر روشنی
تہا ہر اک بہٹکے مسافر کے لیے رہبر چراغ

دن نکل آیا ہے ہر لحظہ یہی ہوتا تھا شک
اِسطرح تھے نور سے روشن وہان گھر گھر چراغ

آسمان پر ماہ کو سے اپنے مقابل دیکھکر
کسقدر ہنستا تھا رہ رہ کر وہان کا ہر چراغ

ہر طرف مین دیکھتا پھرتا تھا یہ نادر سمان
سیکڑون پاتا تھا مین جلتے ہوے گھر گھر چراغ

اک عمارت اُس جگہ دیکھی نہایت خوشنما
ہر کلس جسکا چمک سے تھا ضیا گستر چراغ

اُسمین پائین باغ پائین باغ مین موزون شجر
ہر شجر پر جگنوون کے سیکڑون بہتر چراغ

اِن چراغون کی نظر آتی تھی اُڑتی روشنی
عندلیبون کی طرح رکھتے تھے گویا پر چراغ

اتفاقاً ایک جانب اُٹھہ گئی میری نظر
سب چراغون سے نظر آئے اُدہر بہتر چراغ

دیکھتا کیا ہون وہان بیٹھی ہین زہرہ جبین
سبکے پاس اِک اِک چراغ اور کیا ہی دلکش ہر چراغ

اُن حسینون کا عجب جوبن عجب انداز تھا
اور نرالی وضع کے رشکِ مہِ انور چراغ

وہ حسین اُس گلشنِ دلکش مین تھے محوِ ادا
پھرتے تھے ہر طرف رکھے ہوے سر پر چراغ

کوئی چلتا تھا روش پر ناز سے انداز سے
کوئی بیٹھا تھا زمین پر ہاتھ پر رکھکر چراغ

کوئی پیتا تھا شرابِ ناب گاتا تھا کوئی
دیکھتا تھا دمبدم کوئی نظر بھر کر چراغ

کوئی کہتا تھا کہ سب سے حسن مین اچھا ہون مین
کوئی کہتا تھا کہ سب سے ہے مرا بہتر چراغ

ایک کہتا تھا اِدھر دیکھو کہ ہون مین شمعِ رو
ایک کہتا تھا کہ ہے میرا رخِ انور چراغ

اِک حسینِ خوش گلو آفت بھرے انداز سے
یہ غزل گاتا تھا اپنا سامنے رکھکر چراغ

مطلع

روشنی کرتا ہے داغِ سوزِ غم بنکر چراغ
کیا نرالا روز جلتا ہے یہان شب بھر چراغ

دل جو اُس گیسو مین آیا داغِ حسرت مٹ گیا
سامنے کالے سے گویا رہگیا بجھکر چراغ

جسکے شمعِ رخ کا پروانہ رہا مین عمر بھر
کب جلایا آکے اُسنے میرے مدفن پر چراغ

کیون نہ کھینچین آہِ آتشبار ہم فرقت کی شب
لطف دیتا ہے اندھیری رات مین جلکر چراغ

روے انور کے مقابل ہے چراغِ روز بھر
کیا تمھارے سامنے آئیگا مُنہ لیکر چراغ

تیرے روے آتشین کے پاس ہین ایسا نہو
کان کے موتی کہین جلنے لگین بنکر چراغ

کچھ سہارا ہے اسی سے روشنی کا قبر مین
داغ سوزِ غم سے بنے گا اے دل مضطر چراغ

اِسکی پھیکی روشنی اور جگمگاتا روے یار
مین بھلا رخسارِ جانان کو کہون کیونکر چراغ

ہمنے پایا ہے کسی کے حسن سے عالم کو دنگ
ہمنے دیکھے ہین کسی کے نور سے ششدر چراغ

واے قسمت تیرہ بختی اور پھر اندھیر یہ
سوزِ غم سے آہ کھینچی رہگیا بجھکر چراغ

جب اٹھا کر یار نے رستہ دکھایا غیر کو
ذبح کرنے کو ہمارے بن گیا خنجر چراغ

پہلے ظالم نے نکلوایا مرے قاصد کا تیل
پھر اُسی روغن سے محفل مین جلا شب بھر چراغ

کب مرا داغِ جگر ہوتا نہین جلوہ فروش
کب مرے غمخانہ مین جلتا نہین شب بھر چراغ

یاد آجاتا ہے ہنس دینا ترا اے شمع رو
شامِ تنہائی رُلاتا ہے مجھے ہنسکر چراغ

اے شرر رکھتا نہین کچھ حال ہر شب آسمان
ڈھونڈھتا پھرتا ہے کسکو ماہ کا لیکر چراغ

یہ غزل جب گا چکا وہ ماہرو گھنٹی بجی
جسکو سنتے ہی ہر اِک نے رکھہ لیے سر پر چراغ

باغ مین اِک خوشنما کوٹھی تھی اُسکا در کھلا
اُس سے نکلا اِک پریوش ہاتھ مین لیکر چراغ

حُسن مین بہتر حسینانِ جہان سے وہ حسین
روشنی مین ماہِ کامل سے کہین بڑہکر چراغ

وہ پری رخسار جو گنتی مین سب تینتیس ۳۳ تھے
پاس اس زہرہ جبین کے آ گئے لیکر چراغ

مل کے آپس مین مبارکباد سب گانے لگے
راگ ایسا وجد کرتے تھے جیسے سُنکر چراغ

پھر دعا کی سب نے جبتک روشنیِ مہر ہو
ہر برس روشن یونہین ہو اک ضیاگستر چراغ

دیکھکر یہ سب تماشے رہگیا حیران مین
جی مین کہتا تہا کہ رشکِ مہر ہے کیون ہر چراغ

مجکو جب حیران پایا اک حسینِ شعلہ رو
میری جانب کو بڑہا رکھے ہوے سر پر چراغ

لے کے میرا ہاتہ اپنے ہاتہ مین ہنسکر کہا
یہ ہمارے پاس ہین جو ماہ سے بہتر چراغ

سب ہین سالِ عمر اک سلطان عالی جاہ کے
روشنی مین کیون نہون رشکِ مہِ انور چراغ

سالِ نو آغاز جب ہوتا ہے اُس ذیجاہ کا
ایک شعلہ رو جلاتا ہے یہان آکر چراغ

خیر سے چونتیسوان ۳۴ اب اُسکا سالِ عمر ہے
یون نیا روشن ہوا ہے ایک خوش منظر چراغ

یہ مسرت باغ سے ہے ہم سب حسین ہین خندہ زن
اے شرر رکہین گے ہم آنکھون مین تا محشر چراغ

اور یہ اُسکے خیر خواہون کے سنین عمر ہین
تمنے جتنے دیکھے ہین روشن یہان اکثر چراغ

آج وہ دن ہے کہ سالِ نو کا جلسہ ہے یہان
آج وہ دن ہے کہ گھی کے جلتے ہین گھر گھر چراغ

آج وہ دن ہے کہ بیٹھا ہے وہ بزمِ عیش مین
آج وہ دن ہے کہ ہنستا ہے خوشی سے ہر چراغ

کون وہ حامد علی خان بہادر ذی حشم
کون وہ محفل مین جسکی ماہ سے بڑھکر چراغ

اب بر آئیگی تمہارے دل مین جو امید ہے
اب جلین گے عیش کے دنیا مین تا محشر چراغ

اور کچھ کہنے کو تھا بس آنکھ میری کھل گئی
رہگیا دل مین وہ جلسہ وہ چمن وہ ہر چراغ

سر سے آنکھون سے چلا دربار کی جانب کو مین
نجمِ قسمت نے دکھایا راستہ بنکر چراغ

آکے شاہی جشن مین وہ مطلعِ روشن پڑھا
جسکو کہیے بیتِ معنی کا ضیا گستر چراغ

مطلع

یون ہے تو بزمِ حشم کا اے فریدون فر چراغ
جس طرح ہے خانۂ معبود کا حیدر چراغ

تو ہے وہ فرمانروا قدسی سلامی ہین ترے
آسمان ہے تیرا مشعلچی مہرِ انور چراغ

خلق کیوں کرتا خدا دارا کو تیرے عہد میں
سامنے سورج کے کیا کرتا بھلا جلکر چراغ

آج مل سکتا نہیں تجھسا شہِ عالی وقار
سارے عالم میں اگر ڈھونڈھے کوئی لیکر چراغ

آجکل سے ہے آفتابِ داد تیرا اوج پر
رہگیا نوشیروان کے عدل کا بجھکر چراغ

التفاتِ خاص سے اترا رہے ہیں خانہ زاد
جل رہا ہے تیرے لطفِ عام کا گھر گھر چراغ

تجھسے رکھتے ہیں محبت جتنے ہیں روشن گہر
بن گیا تیرے عدو کے واسطے خنجر چراغ

تیرگیِ غم مٹانے کے لیے روشن ہوا
تیری بخشش کا شعاعِ مہر سے بہتر چراغ

آج تیرا آفتابِ جود عالم گیر ہے
آج تیرے فیض کا دنیا میں ہے گھر گھر چراغ

تو نے ڈالا ہے گلے میں موتیوں کا ہار جب
بن گئے تاثیرِ نورِ حسن سے گوہر چراغ

تیری وہ سطوت ہے تھراتا ہے ہر فردِ بشر
جل رہا ہے تیرے فرطِ رعب کا گھر گھر چراغ

تیرے عہدِ سلطنت میں خودکشی ممکن نہیں
اب محافظ جان پروانہ کا پایا ہر چراغ

وہ ترا اقبال ہے تجھسے جو گردوں ہو خلاف
خسروِ خاور کا گل کردے ترا لشکر چراغ

تو وہ ہے ذرّے کو دم بھر مین بنادے آفتاب
تو اگر ایما کرے تجلی سے بنے بڑھکر چراغ

رعب تیرا وہ ۔ نظر بندی نہ اُسکی چل سکے
کر سکے روشن نہ بے روغن کے بازیگر چراغ

دیکھ لے جو اک نظر شمعِ رخِ پُر نور کو
مثل پروانہ فدا ہونے کو مانگے پر چراغ

ہو جو عکسِ رخ سواری مین زمین پر جلوہ گر
پہ چمکے ہر نقشِ قدم راہوار کا بنکر چراغ

دیکھکر گھوڑے پہ تجھکو کہتے ہین جلوے سے ترے
خانۂ زین مین ہے روشن کیا ضیاگستر چراغ

فیل پر جب جلوہ گر دیکھا تجھے سمجھی یہ خلق
پھر بنی برقِ تجلی طورِ سینا پر چراغ

کب سیاست سے کے یہ ہاتھی اور چمک دانتونکی ہے
جل رہے ہین عیش کی راتون مین خوش منظر چراغ

تیغِ شاہی کی کچھ ایسی آنچ ہے کہتے ہین سب
یہ ہے برقِ خرمنِ دشمن کہ شعلہ ور چراغ

تو اگر چاہے کہ محفل مین نئی ہو روشنی
آسمان سے ماہ اُترے ہاتھ مین لیکر چراغ

تو دمِ سیرِ چراغان دے اگر انعامِ نور
روشنی مین ہون ستارون سے کہین بڑھکر چراغ

عہدِ والا مین مٹی تاریکیِ اندوہ و غم
عیش و عشرت کے جلا کرتے ہین اب گھر گھر چراغ

دم قدم سے تیرے یہ ہے گرمیِ بازارِ عیش
پنکھا جھلتا ہے پرِ پروانہ کا کشتہ چراغ

کس قدر دلچسپ ہے یہ جشنِ سالِ نو ترا
میمنت بزمِ طرب مین رنگی بنکر چراغ

آج وہ دن ہے تمنا جسکی اک مدت سے تھی
آج وہ ہے جشن جسمین بنگئے اختر چراغ

اب ہین فرطِ عیش سے آنسو روان ہر شمع کے
اب وفورِ روشنی سے سُرخرو ہے ہر چراغ

آج وہ دن ہے گُلِ مقصود دامن مین بھرین
آج وہ دن ہے جلائین گھی کے سب گھر گھر چراغ

مشتری مریخ زہرہ مہ عطارد خور زحل
دیکھتے ہین سیر تیرے جشن کی لیکر چراغ

سُن لیا ہوگا نیا ہے اہتمامِ روشنی
کیون نہ آتا لے کے اپنا خسروِ خاور چراغ

مہتمم بزمِ مسرت کے اگر ایما کرین
آسمان سے لے کے حاضر ہو مہِ انور چراغ

کب ہوا سے ہلتی ہے جھومتا ہے نشہ مین
تیری بزمِ عیش مین میکش ہے گویا ہر چراغ

واہ کیا اعزاز ہے آتا ہے جب کوئی یہان
ساتھ ہو لیتا ہے گردون ماہ کا لیکر چراغ

جشنِ دلکش مین یہ برقی قمقمے روشن نہین
بن گئے ہین قدرتِ حق سے کلان گوہر چراغ

روشنی کا بزمِ عشرت مین عجب سامان ہے
اک طلسمِ تازہ ہے گویا یہان کا ہر چراغ

وہ ولایت سے منگائے روشنی کے واسطے
عالمِ ایجاد مین جن سے نہین بڑھکر چراغ

بزمِ والا مین قیامت کی ہے برقی روشنی
آسمان پر اب لیے بیٹھے رہین اختر چراغ

کیا اسے بھی آرزو ہے پاون تو رکھے کبھی
کیون بچھاتا ہے زمین پر نور کی چادر چراغ

کیا نصیب اسکا ہے جو روشن ہے تیرے سامنے
غم سے جلتا ہے نہین جلتا جو اس در پر چراغ

اے شہر وقتِ اثر ہے اب دعاے شاد کا
طبعِ روشن سے کرو روشن کوئی بہتر چراغ

یا الٰہی مہرِ عالمتاب سے جبتک ہو دن
دنے جبتک شب ہو جبتک شب مین ہون اختر چراغ

جشن ہو ہر روز ہر شب بزمِ شہ مین عیش ہو
روشنی کے واسطے لائے مہِ انور چراغ

تمت

درمطبع سرکارِ دولتمدار ریاستِ مصطفےٰ آباد عرف رامپور بماہ اگست ۱۹۰۸ء از زیورِ طبع محلّی گردید